



# ملکی مطلع

## کشمیری مسلمانوں میں اختلاف سوء خاتمہ کا خوف

دو مرغ جنگ کنند فائدہ تیر گھر  
کشمیری مراسلات کے ذریعہ اطلاع آ رہی ہے  
کہ کشمیر میں کارکنان کے درمیان اختلاف و  
سے مخالفت تک فوج پہنچ گئی جس کی ترقی کا  
مزید خطرہ ہے۔ میں بتایا گیا ہے کہ اس  
اختلاف کا ظاہری سبب قادیانیت ہے مگر  
ملک کے خاندانے سات ارکان بنائے گئے  
ہیں جن میں ایک کن قادیانی بھی ہے۔ جہد ملت  
قادیانی کا دخل نہیں چاہتی۔ شیخ عبد اللہ  
لیڈر اس کے خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ  
دخت ان باتوں کا نہیں۔ نیز شیخ عبداللہ  
کی وضع قطع اور انگریزی پوشش پر بھی لوگ  
متعرض ہیں۔ اس کی وجہ سے شیعہ وحدت  
میں شکاف آ گیا یا آجانے کا خطرہ ہے۔ ہم  
اس بارے میں تینوں گروہوں کو پہلے تو سمجھاتے  
ہیں کہ یہ رت بہاؤ کے اختلاف کا نہیں۔  
قادیانی کو پہلے داخل نہ کرتے تو خوب ہوتا لیکن  
جب داخل ہو گیا۔ تو اب اس کے اخراج پر جھگڑا  
پیدا نہ کریں۔ ہم اپنی رائے کی تائید میں شیخ سعدی  
مروجہ کاذب پیش کر سکتے ہیں۔ جو فرماتے ہیں  
ہے بروئے خود در طماع باز نتواں کرد  
چو باز شد بد رشتی خراز نتواں کرد  
بان شیخ عبد اللہ اور ان کی بارگاہ کو بھی توجہ  
دلائے ہیں کہ وہ ذرا نظر بلند اٹھا کر دیکھیں

تو ان کو پولیس بونا پارٹ نظر آئیگا جو باوجود فوج  
لمحہ ہونے کے مسلمانوں کی تالیف کی غرض سے  
جامع مسجد مصر میں نماز جمعہ پڑھا کرتا تھا۔ دوسری  
مثال ان کو مرحوم انور پاشا کی بیٹی جنہوں  
نے طرابلس میں پہنچ کر وہاں کے متدین طبقے  
کی تالیف کرنے کو اڑھی بی بی رکھ لی تھی۔ سیاسی  
آدمی کا تو اصول عام کا اصول ہوتا ہے۔ پھر  
یہ اختلاف کیوں۔ قادیانی ممبر تو ہمہ پہا نہیں  
سکتے۔ کہ اختلاف دور کرنے کو وہ اپنا دخل  
لیں۔ کیونکہ ان کا اس میں مقصد فوت  
ہوتا ہوگا جو اشاعت قادیانیت ہے۔ پس  
اہل کشمیر اعدا کے داؤ بیچ سے بچکر باہمی اتفاق  
سے رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ مثل صادق آجائے  
دو مرغ جنگ کنند فائدہ تیر گھر

## گاندھی جی اور مرزا صاحب قادیانی

کچ دوسری مرتبہ ہم نے ہندوستان  
کے ان دو لیڈروں کو عنوان میں جمع کیا ہے۔  
قطع نظر مذہبی اختلاف کے ہم ان دونوں کو  
ہندوستان کے بڑے آدمی جانتے ہیں۔ اس  
عنوان کے ماتحت بھی مذہبی نقطہ نگاہ سے گفتگو  
نہیں ہے۔ بلکہ محض ان کی کامیابی و عدم  
کامیابی سے ہے۔

مرزا صاحب نے جو اپنے مقاصد بیان کئے  
تھے وہ اتنے عالیشان تھے کہ اگر ان میں وہ  
کامیاب ہو جاتے تو آج نہ ہندوستان میں  
کوئی اختلاف ہوتا نہ حکومت غیر مستقر  
نہ گول میز کانفرنس ہوتی نہ اس کی ضرورت پڑتی  
کیونکہ وہ اپنی حرکت کا مقبلا دنیا کی اقوام میں  
وحدت فرماتے تھے۔ وحدت ہی وہ جو مذہب  
اسلام پر سب کے اجتماع سے حاصل ہو چڑھ  
مسج (لیکن اس مقصد میں مرزا صاحب کو جو  
کامیابی ہوئی وہ عیاں راجہ بیاں۔ باوجود اس  
کے ان کے اتباع ان کو بڑھا لے چلے جائے

ہیں۔ بلکہ وہ مرزا صاحب کے اس مقصد اور ان  
میں نیل ہونے پر غور بھی نہیں کرتے۔ اسی طرح  
گاندھی جی انگلستان گئے تھے تو یہ مقصد لیکر  
گئے تھے کہ میں وہی کہوں گا جو کانگریس نے اپنا  
مقصد قرار دیا ہے۔ یعنی مکمل آزادی۔ چنانچہ  
انہوں نے ایسا اعلان کیا لیکن اس میں کامیابی  
نہ ہوئی۔ اس کا ثبوت یہ کافی ہے کہ اگر ان کا مقصد  
مثلاً روز اول نافذ ہوا کرتے پر تلے بیٹھے ہیں بلکہ  
صوبہ متحدہ میں دارو گیر شروع ہو گئی ہے۔ بہت  
سے لیڈران کانگریس گرفتار اور نظر بند ہو چکے  
ہیں۔ باوجود اس ناکامی کے گاندھی جی کے  
اتباع بدستوران کو اسی نظر سے دیکھتے ہیں۔  
جس نظر سے پہلے دیکھتے تھے

ہمارا عندیہ یہ ہے کہ گاندھی جی کو اپنے مقصد  
میں کامیاب ہو کر نہیں آئے مگر ان کو اس میں  
ملاکت نہیں کیونکہ ان کا دعوئے یہ تھا کہ میں  
آزادی لے کر آؤں گا۔ بلکہ یہ تھا کہ چونکہ میں  
کانگریس کا نمائندہ ہوں اس لئے کانگریس کا  
نصب العین کانفرنس میں ظاہر کر دوں گا۔ چنانچہ  
انہوں نے اپنی تقریروں میں ایسا کیا۔ رہی ناکامی  
سو اس کا جواب وہی پرانا شعر ہے  
شکست و فتح و قسمت سے ہے دلے لے میر  
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا  
برخلاف اس کے مرزا صاحب قادیانی کی  
مطبوعہ تقریرات صاف ہیں کہ میں ایسا کر دوں گا۔  
بلکہ یہاں تک بھی کہ اگر میں ایسا نہ کر دوں۔ تو  
میں اپنے دعوئے میں جھوٹا۔ اس لئے مرزا صاحب  
کی نسبت یہ کہنا کہ وہ اپنے مقصد اور دعوئے  
دونوں میں ناکامیاب رہے بجا ہے۔ اور گاندھی  
جی نے اپنا دعوئے پورا کر دیا مگر مقصد میں ناکام  
رہے ٹھیک ہے۔ لیکن اس ناکامی میں ان پر  
ملاکت نہیں کیونکہ ایسا ہونا ان کے بس کی  
بات نہیں نہ ان کا دعوئے تھا